iv- یہودی امریکی سامراج کی سازش نے مسلمانوں کے ساتھ کھلی دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے بیت المقدس پر غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے۔لہٰذا مسجد اقصیٰ کی بازیابی اور آزاد فلسطین مملکت کے قیام کیلئے ہر ممکن جدوجہد اور اس سلسلے میں فلسطینیوں کی تحریک آزادی کی حمایت اور مدد کی جائیگی۔

v- مسلمان جہاں جہاں بھی مظلوم ہیں مثلاً ایتھوپیا، قبرص، یوگنڈا اور بھارت ان کے حقوق و مفادات کے تحفظ کی جدوجہد کی جائیگی۔

vi- روس نے جارحیت کے ذریعے افغانستان پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ روسی افواج کا انخلاء اور افغان مہاجرین کی باعزت طور پر اپنے وطن میں واپسی کو لازمی بنانے کیلئے ہر وہ تدابیر اختیار کی جائیگی۔ جو اس مسئلے کے فوری حل کیلئے ممد و معاون ثابت ہو۔

4-جمعیۃ علماء اسلام

4.1- تاسیسی پس منظر اور اقامت دین

جمعیۃ علماء اسلام دراصل پاکستان میں جمعیۃ العلماء ہند کی جانشین جماعت ہے لیکن قیام پاکستان کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانی کی قیادت میں اس نے پاکستان کیلئے اپنی نئی پالیسی وضع کی اور 1952ء میں جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ مولانا احمد علی لاہوری اس کے پہلے امیر اور مولانا احتشام الحق تھانوی پہلے ناظم مقرر ہوئے۔ 1954ء میں دوبارہ انتخاب ہوا تو مولانا مفتی محمد حسن امیر منتخب ہوئے ان کے ساتھ مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم تھے۔ جمعیت علماء اسلام اپنا رشتہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسین کی علمی، تبلیغی، اصلاحی اور سیاسی تحریک سے جوڑتی ہے۔ پاکستان میں بھی جمعیۃ کی تحریک 1951ء میں سید سلیمان ندوی کی صدارت میں علماء کا ایک اجتماع ہوا تھا جس میں اسلامی نظام کے لیے بائیس نکات منظور کیے گئے تھے۔ مولانا مفتی محمود نے جمعیہ کے ناظم عمومی کی حیثیت سے مارچ 1969ء میں گول میز کانفرنس منعقدہ روالپنڈی میں یہی نکات پیش کئے۔ 1962ء کے بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات تک اس جماعت کی سرگرمیاں مذہبی اور دینی حلقوں تک زیادہ تر محدود تھیں۔ لیکن ایوب خان کی قومی اسمبلی میں، مفتی محمود کے انتخاب کے بعد اس جماعت میں ایک نئی جان پڑ گئی مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی ایسی شخصیات تھیں جنہوں نے اس جماعت میں نئی روح پھونکی اور جمعیۃ اتنی بڑی سیاسی طاقت بن گئی کہ ایوب خان کہ جب اپنے آئین میں ترمیم کی

ضرورت پیش آئی تو وہ مفتی محمود کی امداد حاصل کرنے پر مجبور ہوئے۔ مفتی محمود نے 1970ء کے انتخاب میں اپنے حلقے سے ذوالفقار علی بھٹو کو شکست دی۔ ان انتخابات کے بعد جمعیۃ نے سرحد اور بلوچستان میں نیشنل عوامی پارٹی کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت بنائی۔ سرحد میں مفتی محمود کو وزیر اعلیٰ بنایا گیا۔ مفتی محمود نے حکومت سنبھالتے ہی اردو زبان کو سرکاری زبان قرار دیا۔ شراب پر پابندی عائد کی اور ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو قرار دی جائے۔ اس کے علاوہ شلوار قمیض کو سرکاری لباس قرار دیا گیا۔ جب مرکزی حکومت نے بلوچستان کے گورنر اور وزیر اعلیٰ اور صوبہ سرحد کے گورنر کو برطرف کیا تو احتجاج کے طور پر مفتی محمود نے بھی اپنے عہدے سے استعفےٰ دے دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نہیں چاہتے تھے کہ مفتی محمود وزارت چھوڑ دیں اس لئے انہوں نے ایک ہفتے تک ان کا استعفیٰ منظور نہیں کیا گیا لیکن مفتی صاحب نے استعفےٰ واپس نہیں لیا۔ جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے بعد ابتدا میں اگرچہ جمعیۃ علماء اسلام نے حکومت میں شرکت کی لیکن حکومت سے علیحدگی کے بعد جمعیۃ نے جمہوریت کی بحالی کیلئے دوسری جماعتوں کے ساتھ سرگرم حصہ لینا شروع کر دیا۔ 1980ء میں ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن نے ناظم عمومی کی حیثیت سے جماعت کی باگ دوڑ سنبھالی۔ اگرچہ جمعیۃ میں درخواستی گروپ کے نام سے ایک اور گروپ بھی بن گیا ہے۔ لیکن جس گروپ کی قیادت مولانا حامد میاں (امیر) اور مولانا فضل الرحمٰن (ناظم عمومی) کے ہاتھ میں تھی۔ وہی گروپ سیاسی میدان میں زیادہ فعال اور سرگرم عمل رہا۔ اس کے علاوہ اس کی شاخ جو طلباء میں کام کر رہی ہے جمعیت طلباء اسلام کے نام سے متحرک ہے۔

4.2- منشور جمعیت علماء اسلام

چونکہ پاکستان کے قیام کا مقصد برصغیر کے مسلمان عوام کو برطانوی دور کے غیر اسلامی اور ظالمانہ نظام وقوانین سے نجات دلا کر اسلامی نظریات' اسلامی اخوت اور اسلامی مساوات پر مبنی نظام حکومت قائم کرنا اور اسلامی معاشرہ تعمیر کرنا تھا۔

اس لئے ضروری ہے کہ پاکستان کا نظام حکومت خالص شریعت اسلامیہ کے احکام پر قائم کیا جائے اور اس کی زمام کار پاکستان کے مسلمان عوام معتمد' منتخب اور اہل ترین افراد کے ہاتھ میں ہو۔ تا کہ پاکستان دنیا میں ایک مثالی اور اسلامی مملکت بن سکے۔ چنانچہ اس پاک اور عظیم مقصد کے حصول کے لئے کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے منتخب ارکان مجلس عمومی آج مورخہ 14 رجب 1389ء بروز ہفتہ بمطابق 27 ستمبر 1969ء میں بمقام سرگودھا جمع ہوئے۔

اور مندرجہ ذیل منشور پروگرام منظور کر کے پاکستان کے عوام اور مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔

نظام حکومت

پاکستان کو ایک صحیح اور مکمل اسلامی مملکت اور اسلامی حکومت بنانے کیلئے مندرجہ ذیل امور عمل میں لائے جائیں گے۔

سرکاری مذہب

1- مملکت کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔

اسلام نکات

2- تمام فرقوں کے نمائندہ وجید علماء کے مرتب کردہ 22 اسلامی نکات کی روشنی میں ملک کے دستور کو مکمل اسلامی بنایا جائے گا۔

قرآن وسنت کی قوانین

3- صرف قرآن وسنت کے قوانین ہی ملک کے اساسی قوانین قرار پائیں گے۔

4- ملک کے دستور اور قانون میں اسلام کے کامل ومکمل دین ہونے اور محمد ﷺ کے خاتم النبیینؑ ہونے کا دستوری تحفظ کیا جائے گا۔

5- خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ادوار حکومت و آثار کو اسلامی نظامِ حکومت کے جزئیات متعین کرنے کے لیے معیار قرار دیا جائے۔

کلیدی اسامیاں

6- مملکت کی کلیدی اسامیاں غیر مسلموں کے لئے ممنوع قرار دیا جائیں گی۔

صدر مملکت کے لئے اسلامی شرائط

7- صدر مملکت اور وزیر اعظم کا مرد مسلمان ہونا اور پاکستان کی غالب اکثریت اہل سنت کا ہم مسلک ہونا ضروری ہے۔

مسلمان کی تعریف

8- مسلمان یک قانونی تعریف یہ ہوگی کہ:

وہ قرآن وحدیث پر ایمان رکھتے ہوئے ان کو صحابہ کرامؓ کی تشریحات کی روشنی میں حجت سمجھے اور سرور کائناتؐ کے بعد نہ کسی نبوت کا اور نہ کسی شریعت کا قائل ہو۔

غیر اسلامی فرقے

9- جو فرقے اسلام کے کسی بنیادی عقیدہ مثلاً ختم نبوت وغیرہ سے انحراف کے مرتکب ہو چکے ہیں انہیں غیر اسلامی قرار دیا جائے گا۔ اور آئندہ کسی قسم کے انحراف کو دستور میں ممنوع اور واجب التعزیر قرار دیا جائے گا۔

ممانعت

10- اسلام اور اس کے کسی بھی حکم وعقیدہ کے خلاف کسی قسم کی تنقید وتبلیغ کی نہ تقریری اجازت ہوگی نہ تحریری۔

عوام کو براہ راست نمائندگی کی تصریح

11- دستور میں مسلمان عوام کی براہ راست نمائندگی واختیار کو صراحتاً تسلیم کیا جائے گا۔

اللہ کی حاکمیت اور عوام کا اقتدار

12- دستور میں یہ بات قانوناً واضح کردی جائیگی کہ حاکمیت صرف اللہ رب العالمین کی ہے اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کے اندر پاکستان کے مسلمان عوام مملکت پاکستان کے اختیارات کے اصل مالک ہوں گے۔

انتخابی طریق شخصی نہیں جماعتی

13- پاکستان کی مجلس شوریٰ (اسمبلیوں) وغیرہ میں نمائندگی کے لئے انتخابات عام کا نظام شخصی مقابلہ کے بجائے جماعتی مقابلہ پر قائم کیا جائیگا۔ اور افراد کے بجائے جماعتیں اپنے منشور و پروگرام کی اساس پر انتخابات میں حصہ لیں گی اور فی صد کامیابی کے تناسب سے مجالس شوریٰ کی رکنیت کی حقدار بنیں گی اور حکومت کریں گی۔